مارچ 2023ء شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ

ماہنامہ

لاہور

جہانِ رضا

بیاد امام اہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان قادری قدس سرہٗ

★ ترکیہ اور شام پر ٹوٹا ہے کہسار الم

★ شرفِ ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (تفصیلی تعارف)

★ سوانجنا The Miracle Tree

مرکزی مجلسِ رضا

MARKAZI MAJLIS-E-REZA

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ کے افکار کا حقیقی وتحقیقی ترجمان

ماہنامہ
جہانِ رضا
لاہور

شمارہ 272/ مارچ ۲۰۲۳ء / رجب المرجب ۱۴۴۴ھ جلد ۳۱

بیاد
مجدد دین وملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

بانی مجلس رضا: حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر
پروفیسر سید محمد سرفراز قادری رضوی
محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

مجلس رضا مرکزی

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	''ترکیہ'' اور ''شام'' پر ٹوٹا ہے کہسارِ الم	2
2	شرف ملت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری	3
3	سوانجنا سوانجھڑ و	37

زرِ تعاون فی پرچہ -/50 روپے
سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک -/800

خط وکتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا
مسلم کتابوی
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ۔ لاہور
0321-4477511
042-37225605
Email:muslimkitabevi@gmail.com

''ترکیہ'' اور ''شام'' پر ٹوٹا ہے کہسارِ اَلَم

محمد اعظم حنفی اعظم بمقام میگووال (نارووال)

آفتیں ہیں ، زلزلے ، طوفاں ہیں اور انسان ہیں
کل تلک آباد تھے جو آج پھر ویران ہیں
اُف ! علاماتِ قیامت ہیں یہ اور غافل ہیں ہم
یا الٰہی معاف کر ! ہم کس قدر نادان ہیں
'' ترکیہ'' اور'' شام'' پر ٹوٹا ہے کہسارِ اَلَم
رنج و غم میں مبتلا ہیں، جسقدر انسان ہیں
لاشے ہی لاشے ہیں ، کچھ زندہ ہیں کچھ زخموں سے چُور
کشمکش میں ہیں حیات و موت کی ، حیران ہیں
زندہ ہیں ملبے تلے جو ، بے طرح مجبور ہیں
منتظر امداد کے وہ ہر گھڑی ، ہر آن ہیں
لاکھوں من ملبے تلے ، لاکھوں میں ہیں ، لِلّٰہ مدد !
ہیں وہی انسان جو انسان پر قربان ہیں
منتظر ہے ہر نظر اب استعانت کے لئے
گم گئے اسباب سب ! بکھرے ہوئے سامان ہیں
زلزلوں نے کر دیا ، املاک کو یکسر تباہ
بچ گئے قسمت سے جو ، محتاجِ نفقہ ،نان ہیں
گرچہ کچھ ٹیموں کو کیا، اقوامِ عالم نے رواں
جو کہ ناکافی، اصل تعداد سے انجان ہیں

اہلیانِ ''شام'' کا ہے امتحاں پر امتحاں
زلزلوں سے چار سُو ، اب موت کے عنوان ہیں
''ترکیہ'' جو کہ مدد کرتا تھا پاکستان کی !
جس کے باشندے فدا ہم پر تھے ، آہ مہمان ہیں
سردی کی شدّت ہے اور رہنے کو سر پر چھت نہیں
موت کی آغوش میں ہیں، بے سر و سامان ہیں
خون رَو اے چشمِ تر ! اس خطّہء اسلام پر
جس طرف بھی دیکھئے ، چھِپا ہے ، قبرستان ہیں
مبتلائے ابتلا ہیں تُرک اور شامی اگر
ہم قدم اور ہم زخم ، ہم اہلِ پاکستان ہیں
فرض ہے اب ہر مسلماں پر مدد اُن کی کرے
کیونکہ اپنا دعویٰ یہ ہے کہ اہلِ ایمان ہیں
مِلّتِ بیضا کو دے اعظم پیامِ ''المدد''
رِشتہء اسلام سے سب ایک ہیں، یک جان ہیں

❀❀❀

شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

برصغیر میں بہت بڑے بڑے علما ومشائخ نے اپنے اپنے عہد میں اسلام کی تبلیغ کی، وہ علمی ادبی اور روحانی خدمات سرانجام دے کر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اِس قافلہ محبت کے ایک فردِ محسن اہل سنت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری بھی ہیں

جو اپنی تریسٹھ سالہ زندگی میں اپنے حصے کے چراغ جلا کر علم، شعور اور ادراک کے اجالے پھیلاتے ہوئے راہیٔ ملک عدم ہوئے۔

ولادت:

دنیائے اہل سنت کے عظیم عالم، منبع علم وحکمت، علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کی ولادت 24 شعبان المعظم 1363ھ/ 13 اگست 1944ء کو مولانا اللہ دتہ صاحب کے گھر مرزا پور، ضلع ہوشیار پور، مشرقی پنجاب میں ہوئی۔ والد ماجد تقسیم برصغیر کے وقت خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ ہجرت کر کے لاہور، پاکستان تشریف لے آئے۔ اُس وقت آپ کی عمر تین سال تھی۔(1)

علمی وروحانی مقام:

استاذ العلما، شیخ القرآن والحدیث، مدرس عظیم، مصنف کتب کثیرہ، مفتی، مرجع العلما حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری اہل سنت کا درد رکھنے والے معروف عالم تھے، آپ بیک وقت مدرس، محقق، مؤرخ اور محدث کے منصب پر فائز تھے، اُن تمام صفات کے حامل تھے جو علما ربانین کا خاصہ ہے، محسن اہل سنت اور شرفِ ملت آپ کا لقب تھا، عصر حاضر کے کئی نامور علما نے آپ سے استفادہ کیا، تحریری میدان میں اہل سنت کی زبوں حالی پر ہمیشہ کڑھتے رہتے۔ اور اِس کے ازالہ کے لیے بہت کچھ کیا، اگر میں یہ کہوں کہ اہل سنت میں آج تصنیف وتالیف کی جو بہار آئی ہوئی ہے یہ آپ ہی کی محنتوں کا ثمر ہے تو غلط نہ ہوگا۔ آپ متقی و پرہیزگار ہونے کے ساتھ عاجزی وانکساری کا پیکر تھے۔ بقول ڈاکٹر سدیدی (2) ”اُن کے قول وفعل میں کبھی تضاد نہ دیکھا، اُن کی خلوت وجلوت میں خوف خدا کا پہرا تھا“۔(3)

تعلیم و تربیت:

حضرت شرف ملت کو گھر سے ہی دینی ماحول ملا تھا، والدہ ماجدہ نیک سیرت عورت تھیں، اور والد ماجد بھی ایک دیندار ہونے کے ساتھ علما و مشائخ سے محبت کرنے اور اُن کی مجالس میں حاضری دینے والے بزرگ تھے، انہیں درجنوں اشعار زبانی یاد تھے، کتابیں پڑھنے کا شوق تھا اور حسبِ استطاعت علما کی خدمت کر کے خوشی محسوس کرتے۔ (4) اسی ماحول کی تربیت کا اثر ہوا کہ آپ دینی علوم کی طرف متوجہ ہوئے اور وقت کے کئی نامور اساتذہ سے استفادہ کیا۔ جن میں

1. محدث اعظم مولانا سردار احمد قادری
2. ملک المدرسین علامہ عطا محمد بندیالوی
3. مولانا مفتی محمد امین نقشبندی
4. شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی
5. مولانا محمد عبداللہ جھنگوی
6. مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی
7. خطیب پاکستان مولانا غلام الدین
8. شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی۔ (5) شامل ہیں۔

استاد کا ادب:

شرف ملت اپنے اساتذہ کے بے حد ادب و احترام کرتے اور اُن کی خواہش کو ہر صورت مدنظر رکھتے۔ اس سلسلہ میں دو واقعات پیش خدمت ہیں۔ چنانچہ جب آپ بندیال شریف سے تعلیم مکمل کر کے واپس آئے اور جامعہ نعیمیہ میں تدریس شروع کی، تو

کچھ عرصہ بعد علامہ غلام رسول سعیدی کا مکتوب ملا، جس میں انہوں نے لکھا کہ استاد محترم علامہ عطا محمد بندیالوی نے ایک دن دوران گفتگو فرمایا:

"تدریس سے تو بہتر تھا کہ وہ (شرف ملت) جامعہ اسلامیہ، بہاولپور میں چلا جاتا، جہاں غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث ہیں"۔(6)

اِس مکتوب کے ملتے ہی حضرت شرف ملت اپنے استاد کی خواہش کے پیش نظر تدریس ترک کر کے مزید اعلیٰ تعلم کے لیے بہاولپور چلے گے، اگرچہ بعد میں بعض وجوہات کی بنا پر وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔

شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی کا بیان ہے:

"ایک سنیئر ساتھی ہونے کے ناطے سے میں نے انہیں چند کتب کے بعض اسباق پڑھائے تھے اور انہوں نے بعض کتب کا میرے ساتھ دور کیا تھا، لیکن انہوں نے تادم وصال مجھے ایک استاد جیسا رتبہ اور عزت دی"۔(7)(8)

تدریس:

محسن اہل سنت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری نے جامعہ نعیمیہ، لاہور، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف، دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ اور مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال میں تدریسی خدمات سر انجام دیں۔انہوں نے سب سے زیادہ وقت جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں گزارا، پورے برصغیر میں اس جامعہ کی شہرت پھیلانے میں آپ کی علمی خدمات کا بھی اہم کردار ہے۔

شرف ملت کا انداز تدریس خیر آبادی سلسلہ کا تسلسل تھا، تمام اسباق کو انتہائی معقولی انداز میں بڑے سہل طریقے سے طلبا کے ذہن نشین کرتے، آپ کو ہر فن کی کتابیں پڑھانے کا خاص ملکہ حاصل تھا۔

آپ نے اپنے زمانہ تدریس کے آغاز سے ہی خوب محنت اور جذبہ خدمت دین کے تحت دل لگا کر پڑھایا، یہاں تک کہ اپنے سنیئرز سے آگے نکل گئے۔ بندیال شریف کے چند طلبا نے حضرت شرف ملت کے درسِ "قطبی" میں شرکت کی اور اس قدر متاثر ہوئے کہ واپس بندیال جا کر اس کا ذکر ملک العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی سے کیا، جس پر حضرت ملک العلماء خوش ہوئے اور آپ کے اندازِ تدریس کو کافی خراج تحسین پیش کیا۔(9)

ملک العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی نے آپ کو خصوصی دعاؤں سے نوازا تھا، آپ نے "سراجی" کے بعض اسباق نہیں پڑھے تھے، جو کافی مشکل تھے، البتہ اُن کے متعلق فرماتے تھے:

"استادِ گرامی ملک المدرسین کی دعا کی برکت سے (سراجی کا) کوئی ایسا مقام نہیں آیا جو حل نہ ہو سکا ہو"۔(10)

شرف ملت صرف کلاس میں ہی نہیں پڑھاتے، بلکہ جب بھی طلبا کو موقع ملتا وہ آپ سے استفادہ کرتے رہتے، یہاں تک کہ کھانا کھاتے وقت بھی یہ سلسلہ جاری رہتا۔

علامہ بدر القادری اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں نے آپ کے طلبا کو دیکھا کہ حضرت علامہ رات کا کھانا کھانے میں مشغول ہیں، اُس وقت بھی وہ اپنی کتابیں لیے اُن سے سولات کر رہے ہیں اور آپ ان کے لاینحل سوالات کے جوابات دے کر اُن کی تسلی فرماتے جا رہے ہیں"۔(11)

شیخ الحدیث کے منصب پر:

شرف ملت نے 1965ء میں جامعہ نعیمیہ، لاہور سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا تھا۔(12) اور صرف سات سال بعد 1973ء کو جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں

استاذ الحدیث کے منصب پر فائز ہو گئے اور سب سے پہلے "ابوداؤد شریف" کے اسباق پڑھائے۔ پانچ سال بعد "مسلم شریف" پڑھانے کی سعادت ملی اور پھر پانچ سال بعد شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوکر "بخاری شریف" کی تدریس میں مشغول ہوئے۔ اِس کے علاوہ "ابن ماجہ اور موطا امام محمد" کے اسباق بھی پڑھاتے رہے۔(13)

شرف ملت کا علم حدیث اور دیگر علوم میں تدریس کے تعلق پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی صاحب لکھتے ہیں:

اُس کی ملک و بیرون ملک شہرت آپ ہی کے دم قدم سے تھی۔

"لقد کان الشیخ محمد عبدالحکیم شرف القادری رحمہ اللہ تعالی مدرسا للعلوم العربیۃ والاسلامیۃ عموما و علوم الحدیث النبوی الشریف خصوصا"۔(14)

"شیخ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ عمومی طور پر عربی و اسلامی علوم کے مدرس تھے جبکہ خصوصی طور پر علوم حدیث کے خصوصی مدرس تھے"۔

معمولی اعزازیہ کے عوض تدریس:

حضرت شرف ملت نے جس اخلاص اور دینی خدمت کے پیش نظر منصب تدریس کو رونق بخشی، اُس کی مثال آج کہاں ملتی ہے۔ تدریس کے عوض آپ کی جو خدمت ہوئی، وہ اتنی معمولی تھی کہ شاید اس کا بیان کرنا شرمندگی ہو۔(15) حالانکہ جس جامعہ میں آپ تدریس کرتے تھے۔ اُس کی ملک و بیرون ملک شہرت کا ایک سبب آپ کی ذات گرامی تھی۔

آپ نے ہمیشہ تدریس کو اولیت دی اور بڑی لگن کے ساتھ اس میں مشغول رہے، جب تک صحت نے ساتھ دیا وہ تدریس کے شعبہ سے جدا نہ ہوئے۔ اور یہ آپ کے

اخلاص کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ نے کبھی اپنا علیحدہ جامعہ بنانے کی کوشش نہیں کی، بلکہ اکابر نے جس جگہ جو ذمہ داری دی، اسے خوش اسلوبی سے نبھاتے رہے۔

عصر حاضر کے وہ اہل علم جو معمولی خدمت کے عوض منصب تدریس کی طرف نہیں آتے، شرف ملت کی سیرت اُن کے لیے قابل تقلید ہے۔ اِس منصب کے شایان شان خدمت کا تقاضا مدرسین کا بنیادی حق ہے جس کا وہ اپنے مہتمین سے لازمی مطالبہ کریں، لیکن یہ مت بھولیں کہ دین کی بقا مدارس کے ساتھ ہے اور مدارس کا وجود اچھے مدرسین کے ساتھ قائم ہے۔ اگر مدرسین کی شایان شان خدمت کا اہتمام نہیں ہو رہا تو دل برداشتہ ہو کر اس منصب سے دور نہ ہٹیں، بلکہ صبر، توکل علی اللہ کے ساتھ اپنی معاشی ضروریات کے لیے حتی الامکان دیگر ذرائع بھی اپنا لیں، جبکہ تدریس پر پوری پوری توجہ دیں۔

تلامذہ:

شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری سے سینکڑوں علما نے استفادہ کیا، چند ممتاز تلامذہ کے اسما درج ذیل ہیں:

1. مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی
2. مولانا مفتی محمد خان قادری
3. مولانا محمد صدیق ہزاروی
4. علامہ حافظ خادم حسین رضوی
5. مولانا غلام نصیر الدین چشتی
6. مولانا حافظ عبدالغفور گولڑوی
7. مولانا صاحبزادہ حمید الدین۔(16)
8. علامہ مولانا رسول بخش سعیدی
9. ڈاکٹر ابوالبرکات حق النبی سندھی الازہری
10. ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی
11. ڈاکٹر محمد مبارز ملک
12. ڈاکٹر فضل حنان سعیدی
13. ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی
14. ڈاکٹر فیاض الحسن جمیل

بیعت وخلافت اوراجازات:

شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری نے 17 محرم الحرام 1390ھ/ 25 مارچ 1970ء کو مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا، جبکہ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے پڑپوتے مولانا ریحان رضا خاں بریلوی نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔(17)اِن کے علاوہ بھی عرب وعجم کے کئی مشائخ نے مختلف سلاسل اورعلوم وفنون بالخصوص حدیث شریف کی اجازات عطا کی ہیں، جن میں فضیلۃ الشیخ مولانا فضل الرحمن مدنی، محدث حجاز ڈاکٹر محمد علوی مالکی، مفتی مصر ڈاکٹر علی جمعہ، استاذ الحدیث ڈاکٹر عمر احمد ہاشم، عارف باللہ محدث محمد ابراہیم عبدالباعث الحسنی الکتانی، فضیلۃ الشیخ مفتی عبدالکریم المدرس (بغداد شریف)، شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی، غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی، تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان الازہری، استاذ الکبیر شیخ محمد نصر اللہ جان الافغانی، شیخ القرآن مفتی فیض احمد اویسی اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی شامل ہیں۔(18)

شرف ملت کا تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حصہ:

شرف ملت ویسے تو تدریس وتصنیف کے آدمی تھے، سیاست سے دور رہتے، مگر کب اور کس وقت اس میں حصہ لینا ہے، آپ اِس سے آپ بخوبی واقف تھے، یہی وجہ تھی کہ جب ملک میں تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آغاز ہوا، تو آپ نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور جس وقت قائد ملت اسلامیہ الشاہ احمد نورانی کو بھٹو کے حکم پر گرفتار کرلیا گیا تو آپ بہت بے تاب ہوئے اور اپنی گرفتاری پیش کرنے کے لیے تیار ہو گئے، مگر مولانا محمد منشا تابش قصوری کی رائے کا احترام کرتے ہوئے گرفتاری پیش نہ کی اور باہر رہ

کر ہی عوام کو تحریک کے لیے تیار کرتے رہے۔ نیز اس دوران آپ نے اکابرین اہل سنت کو نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز کے لیے ایک فتوی جاری کرنے پر زور دیا اور پھر اس فتوی کا مضمون خود ہی مرتب کیا، جس پر اکابر علما نے دستخط کیے، جسے بعد میں اخبارات کے ذریعہ مشتہر کیا گیا، اس فتوی نے تحریک کو مزید جلا بخشی۔(19)

شرف ملت کی حق گوئی:

شرف ملت ایک حق گو عالم دین تھے، آپ نے زندگی بھر منکرات کے خلاف جہاد کیا، وہ اپنے عمل کے ساتھ زبان وقلم کے ذریعے بھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی حق گوئی کے متعلق ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"انہوں نے کبھی حق گوئی میں نہ شاگردوں کی رعایت کی، نہ مریدوں کی اور نہ احباب اہل سنت کی"۔(20)

ڈاکٹر مجددی صاحب کے اس قول کی صداقت کے لیے شرف ملت کی تالیف "خدا کو یاد کر پیارے" کا ایک ایک حرف گواہی دے گا۔

کسی جاہل نے ایک عرس کی تقریب میں آپ کے سامنے اپنے پیر کو سجدہ کیا، آپ نے فوراً اسے اپنے پاس بلا کر سمجھایا کہ غیر اللہ کو سجدہ جائز نہیں اور پھر بھری محفل میں سب کو مخاطب کر کے غیر اللہ کو سجدہ کرنے کے ناجائز ہونے پر ایک حدیث شریف سنائی، جس پر وہاں موجود جاہل پیر بگڑ گیا، مگر آپ نے اس کی پرواہ نہیں کی، اور احتجاجاً وہاں سے کھانا کھائے بغیر ہی تشریف لے آئے۔(21)

1995ء میں محکمہ اوقاف نے آپ کو حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کے عرس شریف پر مقالہ پڑھنے کے لیے دعوت دی۔ آپ نے اپنے مقالے میں دربار شریف پر

سرزد ہونے والے غیر شرعی افعال پر تنقید کی اور لکھا:

"حضرت داتا صاحب کے مزار شریف پر بعض لوگ سجدہ کرتے ہیں۔ بعض رکوع کی حد تک جھک کر سلام کرتے ہیں، نیز مسجد میں جماعت کھڑی ہوجاتی ہے اور کچھ لوگ مزار شریف کے ساتھ چمٹ کر کھڑے رہتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے اور محکمہ اوقاف کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو ان حرکتوں سے منع کرے"۔

آپ کا مقالہ پہلے ہی چھاپ کر تقسیم کر دیا گیا، مگر اس میں سے مذکورہ الفاظ نکال دیئے گے تھے، البتہ آپ کو جب مقالہ پڑھنے کا موقع ملا تو جو باتیں مقالہ سے حذف تھیں آپ نے وہ مائیک پر آکر بیان کر دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محکمہ اوقاف نے آپ کو دوبارہ کبھی عرس داتا پر مقالہ پڑھنے کی دعوت نہیں دی۔ (22) مگر آپ نے کبھی اس بات کی پرواہ نہیں کی۔

نواز شریف کے پہلے دورِ حکومت میں گورنر ہاؤس لاہور میں اس کے وزیر چوہدری محمد حسین سے ملاقات ہوئی، تو آپ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"آپ کی حکومت کو جرأت کا ثبوت دینا چاہیے، وزیر اعظم نواز شریف نے امریکہ کے سامنے صفائی پیش کی ہے کہ ہم بنیاد پرست مسلمان، یعنی کٹر مسلمان نہیں ہیں، بھلا اس میں معذرت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" (23)

اہل علم کا ادب:

شرف ملت کی زندگی کا یہ پہلو آج کے طلبا کے لیے بالخصوص قابل تقلید ہے کہ انہوں نے ہمیشہ اپنے معاصر اہل علم کا ادب واحترام کیا، انہیں جب بھی یاد کیا گیا اُن کی خوبیوں اور اُن کی خدمات کے ساتھ ہی یاد کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے قلم سے کبھی ایسی تحریر سامنے نہیں آئی، جس میں کسی دوسرے عالم کی تحقیر یا تذلیل ہو، یا کسی کے متعلق منفی

بات کا شائبہ بھی ہو اور یہ بات صرف تحریر تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ آپ کی اپنی نجی محافل میں بھی اس کا خیال رکھا جاتا تھا۔

آپ نے 1999ء میں ہند کا سفر کیا اور اس دوران سات دن تک جامعہ اشرفیہ میں قیام رہا، جہاں اہل علم کے ساتھ کئی علمی نشستیں ہوئیں۔ اِن نشستوں کے احوال کے ضمن میں مولانا نفیس احمد مصباحی صاحب لکھتے ہیں:

"اس موقع پر اساتذہ جامعہ (اشرفیہ) کے ساتھ میں بھی آپ کی مجلسوں میں برابر شریک رہا، گفتگو کے دوران پاکستان کے بہت سے علمائے اہلِ سنت اور دانشورانِ ملت کے متعلق آپ سے سوالات ہوئے۔ حضرت نے ہر ایک کی خوبیاں ہی بیان فرمائیں، کبھی اشارے اور کنایے میں بھی کسی کی کوئی خامی بیان نہیں کی، آپ کی اس ادا نے ہم لوگوں کو بہت متاثر کیا"۔(24)

جبکہ آپ کے صاحبزادے ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی صاحب فرماتے ہیں: کہ ایک مرتبہ میں نے آپ کی بارگاہ میں ایک سنی عالم کا ذکر کیا اور وہ ذکر اُن عالم کی شایان شان نہیں تھا۔ اِس پر آپ نے فرمایا: کہ کسی عالم کو اس طرح یاد نہیں کرتے۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ میں تو کسی کا قول نقل کر رہا ہوں کہ وہ اس طرح کہتے ہیں۔ یہ سننے کے بعد حضرت شرف ملت نے فرمایا: کسی کا قول بھی نقل نہیں کرنا چاہیے۔

اس واقعہ میں دو پہلو قابل غور ہیں۔

اول: کسی عالم کا ذکر ہمیشہ مثبت ہونا چاہیے۔ اُس کی دینی خدمات اور اچھائیوں کو تو ذکر کیا جائے گا، مگر کسی کمی یا عیب کو بیان نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اگر کوئی کسی کے عیب پر مطلع بھی ہو جائے تو بھی پردہ پوشی کی جائے گی۔

دوم: بسا اوقات انسان خود تو کسی کے متعلق منفی سوچ نہیں رکھتا اور نہ ہی ایسے کلمات

کہتا ہے جو کسی عالم کے مقام کے لائق نہ ہوں۔ البتہ اپنی نجی محافل میں غیر ارادی طور پر دوسروں کے نامناسب اقوال نقل کر جاتا ہے۔ حضرت شرف ملت نے کمال دانائی سے نا صرف اپنے صاحبزادے کو بلکہ تمام مسلمانوں کو یہ درس دیا ہے کہ کسی عالم دین کا جب بھی ذکر کیا جائے تو ہمیشہ اچھے الفاظ سے یاد کیا جائے۔ کیونکہ دوسروں کی کہی ہوئی غیر مناسب باتوں کو نقل کرنا بھی اہل علم کے فیوض و برکات اور نفع کو محدود کرتا ہے اور اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔

آج ہمیں حضرت شرف ملت کی سیرت کے اس پہلو کو نہ صرف اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔ بلکہ اسے عام کرنے کی بھی حاجت ہے۔

اخلاص وخشیت الٰہی:

شرف ملت پر ہمیشہ سے خشیت ایزدی کا غلبہ رہا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں تمام اعمال صالحہ اور دینی خدمات محض رضائے الٰہی کے لیے کی ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی دینی خدمات کی قبولیت کے لیے دعا گو رہتے، اگر آپ کو کوئی نعمت ملتی تو آپ پر گریہ طاری ہوجاتا۔ چنانچہ جب آپ کے لختِ جگر ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی صاحب کا جامعۃ الازھر میں پی ایچ ڈی کا مناقشہ (Viva) کامیابی سے ہمکنار ہوا تو اُس وقت آپ نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں اتنی بڑی کامیابی عطا فرمائی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری اس کامیابی کی صورت میں میرے عمر بھر کے اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیا گیا ہو"۔

اس پر ڈاکٹر صاحب عرض گزار ہوئے:

"اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے، وہ آپ کو دنیا اور آخرت میں بہترین اجر عطا فرمائے گا"۔(25)

اسی طرح آپ نے ایک دوسرے موقع پر فرمایا:

"مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے میری خدمات کا سارا اجر مجھے اس دنیا میں ہی نہ دے دیا ہو، اور جب آخرت میں اس کے حضور پیش ہوں تو محروم نہ رہ جاؤں"۔

یہ جملے ادا کر کے آپ نے زاروقطار رونا شروع کر دیا۔(26)

شرف ملت سراپا تسلیم و رضا:

شرف ملت کی پوری زندگی تسلیم و رضا کا پیکر بن کر گزری، کبھی کسی نے آپ کو کسی بھی معاملے میں شکایت کرتے نہیں دیکھا۔ مصائب و تکالیف پر کمال کا صبر کرنے کی طاقت رکھتے تھے اور ہر حال میں دینی خدمات میں مصروف رہتے۔ آپ کے اسی وصف پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی صاحب لکھتے ہیں:

"اُنہیں اپنی لاعلاج بیماری "کینسر" کا علم تھا، لیکن اِس کے باوجود اُن کے عزم اور حوصلے میں لچک نہیں تھی، اُن کے دل و دماغ میں مایوسی نام کی کوئی چیز نہیں تھی، انہوں نے بیماری کی شدت میں بھی قلم و قرطاس سے ناطہ نہیں توڑا، حالاں کہ بعض اوقات تحریر کے دوران جبڑے میں شدید تکلیف شروع ہو جاتی تھی تب تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جاتے یا جبڑے پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہتے اور جونہی درد کی شدت کم ہوتی دوبارہ لکھنے پڑھنے میں مصروف ہو جاتے۔ ہم اُن کی ذات میں کمال کا صبر، ضبط اور حوصلہ دیکھتے رہے، بعض اوقات رات میں اُن کی آنکھ کھل جاتی تو وضو کر کے ترجمہ قرآن میں مشغول ہو جاتے، جو اُنہوں نے اپنی مضبوط قوت ارادی اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مکمل کر لیا تھا۔ الحمد اللہ یہ ترجمہ "أنوار الفرقان فی ترجمة معانی القرآن" کے نام سے جنوری 2015ء میں شائع ہو چکا ہے"۔(27)

شرف ملت نے جب آخری عمر میں زبان کے بے حد نازک اور تکلیف دِہ آپریشن

کی وجہ سے درس وتدریس سے کنارہ کشی کرلی، اوراس کے بعد قرآن مجید کا ترجمہ مکمل کیا، تو ایک دن انہوں نے خوش گوار موڈ میں فرمایا:

"اگر میری زبان کی قوت گویائی پوری طرح بحال ہوتی، تو شاید میں کسی اور دینی کام میں مصروف ہوتا، اور یوں ترجمہ قرآن کے لیے وقف نہ ہو پاتا جیسے کہ اب ہوں، یہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے"۔(28)

شرف ملت کی سیرت کا یہ پہلو آج کے طلبا، علما اور مبلغین کے لیے رول ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے کہ انسان کسی بھی تکلیف یا مصیبت میں گرفتار ہو، مگر اپنے فرض منصبی اور خدمت دین کے کام سے کبھی پیچھے نہ ہٹے، بلکہ جس حال میں وہ جو کرسکتا ہے ہمہ تن اُس میں مشغول رہے اور فروغ علم دین کے لیے آخری سانس تک اپنی تمام صلاحیتیں صرف کرے۔ اگر کسی ایک جہت سے دینی خدمات کے ذرائع میسر نہ ہوں تو دوسرے ذرائع کو اپنائے۔ تاکہ اُس کی زندگی کا کوئی بھی دن یا لمحہ ضائع نہ جائے۔

فروغِ رضویات میں کردار:

حضرت شرف ملت نے فروغ رضویات میں بھی اہم کردار ادا کیا، وہ شروع سے ہی مرکزی مجلس رضا، لاہور جیسے پلیٹ فارم سے وابستہ رہے، آپ اُن اولین علمائے اہل سنت میں سے ایک ہیں جنھوں نے پاکستان میں امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو متعارف کروانے میں وسیع پیمانے پر خدمات سرانجام دیں۔ فروغ رضویات کے سلسلہ میں آپ کی خدمات خصوصیت کے ساتھ پانچ جہات پر مشتمل ہیں۔

اول: امام اہل سنت اور آپ کے تلامذہ وخلفا کے تعارف اور اُن کی دینی خدمات پر کئی کتب، رسائل، مقالات ومضامین سپرد قلم کیے۔ بلکہ اپنے قلمی سفر کا آغاز "یاد اعلیٰ حضرت" لکھ کر ہی کیا تھا۔

دوم: سیدی اعلیٰ حضرت کے کئی رسائل کا اردو ترجمہ کیا، اور بعض رسائل پر اپنی گراں قدر تقدیمات لکھ کر شائع کروایا۔

سوم: محدث بریلوی پر کام کرنے والوں کے ساتھ علمی و قلمی تعاون کیا۔

چہارم: فاضل بریلوی پر کام کرنے والے اداروں کی سرپرستی کی، جن میں رضا اکیڈمی، لاہور سرفہرست ہے۔

پنجم: عوام اور علما کو مجدد دین وملت کی شخصیت سے متعارف کروانے کے لیے یوم رضا منانے کی طرح ڈالی، نیز آپ ہی کی کوششوں سے ہری پور ہزارہ اور چکوال جیسی ناموافق حالات رکھنے والی سرزمین پر پہلی دفعہ یوم رضا منایا گیا۔(29)

شرف ملت کا تحریری میدان میں اہل سنت پر احسان:

شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے جن دو شعبوں میں زیادہ خدمات سر انجام دی ہیں وہ تدریس اور تصنیف ہیں۔ تصنیفی میدان میں آپ نے جن جہات پر اپنی خدمات پیش کی ہیں، اُس کا اثر پوری دنیائے اہل سنت پر ظاہر ہوا۔ اور اہل سنت میں آج تصنیف و تالیف کی جو بہار دیکھنے کو مل رہی ہے اس کے پیچھے حضرت شرف ملت کی ناقابل فراموش کاوشیں ہیں۔ اس میدان میں آپ کی خدمات کو دیکھتے ہوئے معاصرین نے کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ اور آپ کو محسن اہل سنت کے لقب سے یاد کیا۔ میں جب اس لقب پر غور کرتا ہوں تو مجھے اس میں کوئی مبالغہ نظر نہیں آتا، آپ سچ میں محسن اہل سنت تھے۔

آپ نے تصنیف و تالیف کو ایک مشن کے طور پر لیا تھا اور اس مشن میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے۔ نہ صرف خود لکھا، بلکہ پوری دنیائے اہل سنت کو اس طرف متوجہ کیا، تحریر کی اہمیت سے دوسروں کو آگاہ کیا، اور انہیں لکھنے پر آمادہ کیا۔ لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی، اُن کے لیے موضوعات کا انتخاب کیا، اور لکھے ہوئے کو شائع بھی کروایا۔

تحریر پر قدرت:

اللہ تعالیٰ نے شرف ملت کو تحریر پر کمال درجے کی قدرت عطا کی تھی۔ تدریس اور خطابت جیسی مصروفیات کے باوجود بہت سی کتابیں لکھیں۔ آپ کے تحریری وصف پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی صاحب لکھتے ہیں:

"فالعلماء المدرسون عموما لایقدرون علی التصنیف و التألیف نظرا للاشتغال الشدید بالتعلیم، الا أن الیشخ محمد عبدالحکیم شرف القادری استطاع أن یحضِر دروسه و یصنف، ویؤلف، ویترجم الکتب من العربیة والفارسیة إلی الأردویة" (30)

"عام طور پر تدریس سے وابستہ علما تعلیم میں بہت زیادہ مشغولیت کی وجہ سے تصنیف و تالیف پر قدرت نہیں رکھتے، مگر شیخ محمد محمد عبدالحکیم شرف قادری اس بات کی استطاعت رکھتے تھے کہ وہ اپنے دروس تیار کریں اور ساتھ تصنیف و تالیف اور عربی و فارسی کتابوں کے اردو تراجم بھی کریں"۔

شرف ملت میدان تحریر کی طرف کیوں آئے؟

تحریری میدان میں حضرت شرف ملت کی خدمات کو ہم اختصار کے ساتھ مختلف جہات کے ذریعے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اس سے پہلے ایک سوال کا جواب جاننا لازم ہے کہ آخر وہ کون سے محرکات اور عوامل تھے، جن کی وجہ سے آپ نے قلم کے ساتھ نہ صرف اپنا تعلق استوار کیا، بلکہ آپ عمر بھر دوسروں کو بھی اس طرف راغب کرتے رہے۔ اس ضمن میں ہمیں زیادہ تگ و دو کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ آپ نے خود ہی اس پر روشنی ڈال دی ہے۔

جن دنوں آپ جامعہ امدادیہ بندیال شریف میں تحصیل علم میں مشغول تھے آپ

نے وہاں ایک دیوبندی مقرر کی تقریر سنی جس میں وہ اپنی جماعت کے تصنیفی کام گنوا کر اہل سنت کو تنقید کا نشانہ بنا رہا تھا۔ اُس کی تقریر کا حضرت شرف ملت پر بہت گہرا اثر ہوا، جس نے آپ کو اِس میدان میں کچھ کر گزرنے کا جذبہ دیا۔ فرماتے ہیں:

"یہ ایک شدید ضرب تھی جس کی چوٹ کو میں نے دل کی گہرائی سے محسوس کیا اور تہیہ کیا کہ تصنیف و اشاعت کے میدان میں جو کچھ ہوسکا ضرور کروں گا"۔(31)

ایک دوسرے مقام پر اس سلسلہ میں علمائے اہل سنت کی تصانیف کے منظر عام پر نہ آنے کے اسباب اور وجوہات پر روشنی ڈالنے کے بعد فرماتے ہیں:

"مجھے جس چیز نے تشویش میں مبتلا کیا، وہ یہ تھی کہ ہمارے علما کی گرانقدر تصانیف اور ہر علم وفن پر شہہ پاروں کی اشاعت کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا۔ اول تو بہت سی قیمتی تحریرات کی اشاعت ہی نہ ہوسکی، اور جو زیور طبع سے آراستہ ہوئیں بھی سہی تو ایک دو ایڈیشن کے بعد نایاب ہوگئیں۔ اس صورت حال کے بعد(32) میرے اندر جذبہ پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو خود بھی جو کچھ ہوسکا لکھوں گا، اور علمائے اہل سنت کی قیمتی اور نادر و نایاب تصانیف بھی منظر عام پر لانے کی کوشش کروں گا"۔(33)

قلمی خدمات کا دائرہ:

شرف ملت کا تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہونے کے اسباب کو ہم گزشتہ سطور میں بیان کر چکے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میدان میں آپ کے دو مقصد تھے۔

اول: اہل سنت کے پلیٹ فارم سے خود لکھنا۔

دوم: علما اہل سنت کی نایاب و اہم تصانیف کی اشاعت کرنا۔

مگر جب ہم شرف ملت کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں، تو ہمیں اس میں کافی وسعت دکھائی دیتی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں آپ نے جو ذرائع اور طریقہ کار اپنائے وہ

درج ذیل ہیں:

1. مستقل تصانیف ومقالات:

شرف ملت نے گوناں گو موضوعات پر جو کتب، مقالات ومضامین تصنیف و تالیف کیے ہیں، اُن کی تعداد کم وبیش 300 ہے، جو کہ عربی، فارسی اور اردو زبان میں ہیں، اُن میں مستقل تصانیف، مقالات، تراجم اور حواشی شامل ہیں۔ آپ کے بعض سے مقالات ومضامین کو کسی ایک عنوان کے تحت جمع کر کے ایک کتاب کے طور پر بھی شائع کیا گیا ہے۔ جیسے: "نور نور چہرے" اور "عظمتوں کے پاسبان"۔

2. مقدمے اور پیش لفظ:

شرف ملت نے جہاں مستقل لکھا ہے، وہیں آپ نے دیگر علمائے اہل سنت کی کتب پر مقدمے، پیش لفظ اور تقاریظ بھی لکھی ہیں، ایسی کتابوں کی تعداد 200 سے زائد ہے۔ جن میں سے 187 کتابوں کے اسماء محترم محمد عبدالستار طاہر نے اپنی تصنیف: "محسن اہلسنت" میں گنوائے ہیں۔ آپ نے جن کتابوں پر مقدمے لکھے اُن میں سے بعض مقدمات اپنے موضوع پر جامع ومانع اجزا اور رسائل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

آپ نے دوسروں کی کتابوں پر جو تقاریظ و پیش لفظ لکھے ہیں اگر وہ نہ لکھتے اور سارا وقت اپنا مستقل کام کرتے تو کم سے کم ایک درجن کتابیں تو آپ مزید لکھ سکتے تھے، مگر دوسروں کے لیے وقت کی قربانی کا ایثار صرف اس لیے تھا کہ جماعت میں لکھنے والے زیادہ سے زیادہ سامنے آئیں۔ اور اسی ایثار کا نتیجہ تھا کہ آپ کی زندگی کے آخری دس سالوں میں خصوصیت کے ساتھ اہل سنت کی طرف سے جو بھی اہم کتاب شائع ہوتی، اُس پر آپ کا ابتدائیہ، تقریظ یا تاثرات ضرور ہوتے۔ اور بہت سی کتابیں ایسی بھی ہیں جن کو

ناشرین نے صرف آپ کی تقریظ کی وجہ سے طبع کیا ہے۔

شرف ملت کا یہ عمل اصاغر نوازی پر دلالت کرتا ہے اور دوسروں کے لیے قابل تقلید ہے، بڑوں کے چند الفاظ نہ صرف چھوٹوں کی حوصلہ افزائی کا سبب بنتے ہیں، بلکہ اُن کا لکھا ہوا سامنے بھی آتا ہے اور اُن میں مزید لکھنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔

مصنفین کی حوصلہ افزائی:

شرف ملت کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ اچھا لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے، اور اس کے لیے یہ ضروری نہیں تھا کہ مصنف نے آپ سے رابطہ کیا ہو، بلکہ جب آپ کے مطالعہ میں کسی کی کوئی عمدہ کتاب آتی، تو خود ہی بسا اوقات اُس کی حوصلہ افزائی کے لیے اس کی طرف مکتوب روانہ کر دیتے اور کتاب کی تعریف کرتے، تاکہ مصنف اپنے لکھنے کا سفر جاری رکھے۔ ایسے ہی افراد میں سے ایک ڈاکٹر حافظ محمد سعد اللہ بھی ہیں، اِن کی ایک کتاب "حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام" (مظاہر محبت) طبع ہوئی، تو شرف ملت نے ان کی طرف مکتوب لکھ کر حوصلہ افزائی کی اور دعاؤں سے نوازا۔ موصوف فرماتے ہیں:

"بالکل غیر متوقع طور پر اپنے نام جب حضرت کا یہ مکتوب دیکھا تو تشکر کے جذبات سے دل بھر گیا، اور دیر تک محو حیرت رہا کہ آج کون کسی ادنی سے معاصر قلمکار کے لیے اتنے بڑے پن اور عظمت کردار اور وسیع الظرفی کا مظاہرہ کرتا ہے"۔(34)

دیگر علما کو لکھنے کی ترغیب:

شرف ملت نہ صرف خود لکھتے تھے، بلکہ دیگر علمائے اہل سنت کو بھی لکھنے پر ابھارتے، اس پر میں صرف ایک مثال پیش کروں گا۔ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی نے شروحات حدیث اور تفاسیر کے ذریعہ امت کو جو تحقیقی لٹریچر عطا کیا ہے، اس

کے اصل محرک شرف ملت ہی ہیں۔ آپ علامہ سعیدی کو لکھنے پر مسلسل زور دیتے رہتے تھے۔ چنانچہ علامہ سعیدی فرماتے ہیں:

"وہ خود بھی حواشی اور شروح لکھتے تھے اور دوسرے علماء اہلسنت کو بھی لکھنے کی ترغیب دیتے تھے کہ آپ میدان عمل میں آئیں اور دشمن کی للکار کا بھرپور جواب دیں، انہوں نے استاذ العلماء مولانا محمد اشرف سیالوی (رحمۃ اللہ علیہ) سے کہہ کر "کوثر الخیرات" لکھوائی، اور اس ناکارہ فقیر کو بھی مہمیز (چوٹ) لگاتے رہتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر آپ یوں نہیں لکھیں گے تو میں آپ کو رائلٹی دے کر لکھواؤں گا"۔(35)

طلبا کو تحریر کی ترغیب:

پڑھائی میں بہتری اور مضبوطی لانے کے لیے ویسے تو شرف ملت یہ تجویز کرتے تھے کہ طلبا نہ تو مساجد میں امامت کریں اور نہ ہی لوگوں کے گھروں میں ختم پڑھنے جائیں۔(36) مگر تحریر کی اہمیت کے پیش نظر آپ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ طلبا کو تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ کیا جائے اور اس سلسلہ میں ان کی تحریری مشقیں بھی کروائی جائیں اور جب وہ کچھ لکھنے کے قابل ہو جائیں تو انہیں ذہن دیا جائے کہ وہ روزانہ کی بنیاد پر کچھ نہ کچھ ضرور لکھیں، چاہے چند سطریں ہی ہوں، اِس طرح وہ روزانہ کی چند سطریں ایک دن کتاب بن جائے گی۔(37)

مکتبہ قادریہ کا قیام:

اہل سنت میں اشاعتی سرگرمیوں کو تیز کرنے کے لے شرف ملت نے اپنی محدود آمدنی سے ایک مکتبہ قائم کیا اور وہاں سے بہت سی نایاب کتب کی اشاعت کی، آپ نے یہ مکتبہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی اور مولانا محمد منشا تابش قصوری کے تعاون سے قائم کیا تھا جو

ابتدا میں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں واقع تھا۔(38) پھر بعد میں دربار مارکیٹ منتقل کر دیا گیا، اس مکتبہ سے شائع ہونے والی کتب کی پروف ریڈنگ اور طباعت تک کے تمام مراحل میں خود بھاگ دوڑ کرتے اور مطبوعہ کتب اپنے سائیکل پر لاد کر مکتبہ قادریہ لے کر آتے۔(39)

شرف ملت کی ان کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ اہل سنت کے پاس آج بیسیوں ادارے اشاعتی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

تحریری کام میں دوسروں کی معاونت:

شرفتِ ملت سے تحریری کام میں معاونت کے لیے کوئی بھی مخلص رابطہ کرتا تو آپ حتی الامکان اس کی مدد ضرور کرتے، مواد کی نشاندہی کرتے، کسی کام کے شخص سے رابطہ کروا دیتے یا پھر اپنے اوقات میں سے ٹائم نکال کر خود معاونت کرتے۔ اِس سلسلہ میں ویسے تو آپ کی سیرت سے کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں، لیکن اختصار کے پیش نظر میں صرف پروفیسر خورشید احمد سعیدی صاحب کے مقالے کا ذکر کرنا چاہوں گا، جو انہوں نے ”مفکرِ ملت، شرفِ اہلسنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ (چند ملاقاتیں اور اہم یادیں)“ کے نام سے لکھا ہے۔(40) اِس مقالے میں انہوں نے شرف ملت سے ملاقاتوں اور علمی کاموں میں اُن کی طرف سے ملنے والے علمی تعاون کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

پروفیسر سعیدی صاحب نے امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی کے رسالہ ”الصمصام علی مشکك فی آیة علوم الارحام اور برکات الامداد لاھل الاستمداد“ کا انگریزی ترجمہ کیا اور اس سلسلہ میں سیدی اعلیٰ حضرت کے رسائل میں موجود بعض مشکل الفاظ کی تفہیم کے لیے شرف ملت سے رابطہ کیا۔ شرف ملت نے اس کام

کے لیے جس طرح علمی تعاون کیا، اور پروفیسر سعیدی صاحب نے رسائل کی تصحیح و ترجمہ پر جو محنت کی، اس کے بعد رضا فاؤنڈیشن نے انہی کے کام کو سامنے رکھ "فتاوی رضویہ" میں موجود ان دو رسائل کی بالخصوص تصحیح کا اہتمام کیا۔

پروفیسر سعیدی صاحب مقالے کے آخر میں لکھتے ہیں:

"یہ اعزاز بھی حضرت شرف ملت علیہ الرحمۃ کو جاتا ہے کہ انھوں نے جس محبت و شفقت سے میرے ساتھ برتاؤ کیا، رضویات کے حوالے سے اس کا نتیجہ یوں بھی سامنے آیا کہ میں نے ملکی سطح پر اس کی اصلاح کے لیے سوچنا شروع کیا اور تنظیم المدارس کا وہ بورڈ جو دورہ حدیث کے طلبہ کے لیے موضوعات تجویز کرتا ہے اور اس کے لیے ابتدائی رہنما اصول مرتب کرتا ہے اس میں یہ بات منظور ہوئی کہ اُن مقالات میں میرے اختیار کردہ طریقے کے مطابق "فتاویٰ رضویہ" پر کام کو مزید آگے بڑھایا جائے۔ لہذا اس قسم کے موضوعات گزشتہ چند سالوں سے شامل کیے جانے لگے ہیں۔ اور تنظیم المدراس کے وہ فضلاء جنھوں نے ان موضوعات کو اختیار کیا اور اس پر مقالہ تیار کیا انہیں اس نہج کا علم ہو گیا ہے کہ کیسے کام کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے"۔

تحریری خدمات کے لئے موضوعات کا انتخاب:

شرف ملت نے اہل سنت کے پلیٹ فارم سے علمی، تحقیقی اور تعمیری لٹریچر کو عام کرنے کے لیے جہاں مذکورہ بالا جہات پر کام کیا، وہیں آپ نے اپنی مختلف تحریروں اور انٹرویوز میں موضوعات کا انتخاب بھی کیا ہے اور نوجوان علما کو اُن موضوعات پر لکھنے کی طرف متوجہ کیا، جن کی ہماری قوم اور ملت کو حاجت ہے۔ اس سلسلہ میں آپ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"آج کے دور میں لکھنا اور وہ بھی کسی علمی موضوع پر اور عالمانہ انداز میں بہت بڑا

مجاہدہ بلکہ جہاد ہے۔ ہمارے علماء اول تو خطابت اور سیاست کو ہی اختیار کرتے ہیں۔ جو حضرات لکھنے کی طرف توجہ دیتے ہیں وہ یا تو وعظ اور تقریر کے عنوان پر خامہ فرسائی کرتے ہیں، کیونکہ ہمارے ہاں مانگ ہی اس قسم کے لٹریچر کی ہے، یا پھر ان اختلافی موضوعات پر طبع آزمائی کرتے ہیں، جن پر پہلے ہی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ پہلے سے لکھی ہوئی کتابوں کی اشاعت کرکے اس نوع کی ضرورت پوری کر دی جائے اور مزید لکھنے کے لیے نئے موضوعات تجویز کیے جائیں۔

اس وقت اربابِ علم و دانش کو جن موضوعات پر قلم اٹھانا چاہیے، اُن کا مختصر سا خاکہ یہ ہے:

1. دین اسلام کی بنیادی تعلیمات مختصر اور آسان زبان میں پیش کی جائیں۔ انداز بیان اتنا مؤثر اور معقول ہو کہ قارئین کو اپیل کرے۔ لادینیت، اشتراکیت، مرزائیت اور مستشرقین کی یلغار اتنی تیز ہے کہ بے شمار ذہنوں کو شکوک و شبہات میں مبتلا کر کے دین متین سے برگزشتہ کر رہی ہے، مسلمان نوجوانوں کے ذہنوں کو مطمئن کرنا، وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔
2. قرآن کی تفسیر اور حدیث پاک کی شرح پر کام کرنا نہایت ضروری ہے۔
3. تاریخ اسلام کے مختلف ادوار کو صحیح فکر اور اعتقادی سلامتی کے ساتھ پیش کرنا۔
4. سکول اور کالج کے نصاب کے مطابق امدادی کتب مرتب کرنا۔
5. بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق دلچسپ لٹریچر تیار کرنا، جو انہیں اسلام جوش اور ولولہ عطا کرے۔
6. مطالعہ پاکستان کے عنوان پر ایسی کتابیں لکھنا جو ملک پاکستان کی سچی محبت سے آشنا کرنا۔
7. اسلامی نظام کی اہمیت اور اس کے فوائد کو ایسے دلکش انداز میں پیش کرنا کہ پوری

قوم نظام مصطفےٰ کے نفاذ پر متحد ہو جائے۔

8. درس نظامی کی جدید شروح اور حواشی لکھنا، جن سے طلبہ کے علمی ذوق میں ترقی ہو۔

ایسا لٹریچر تیار کرنا جس سے عقائد کی درستی کے ساتھ ساتھ عمل کی اہمیت اجاگر ہو، کیونکہ انسان کی دینی زندگی کو اگر ایک پرندہ قرار دیا جائے تو عقیدہ اور عمل اس کے دو پَر ہوں گے، اور ظاہر ہے ایک پَر کے ساتھ پرواز کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا"۔(41)

تصانیف وتالیفات:

شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری نے اپنے پیچھے جو قلمی سرمایہ چھوڑا ہے ان میں سے بعض کتب کے اسما درج ذیل ہیں:

انوار الفرقان فی ترجمة معانی القرآن	من عقائد اهل السنة
غاية الاحتياط فی جواز حيلة الاسقاط	الجواهر الغالية من الاسانيد العالية
تذکرہ اکابر اہلسنت	یاد اعلیٰ حضرت
نور نور چہرے	عظمتوں کے پاسباں
خلفاء امام احمد رضا	سوانح سراج الفقہا
اندھیرے سے اجالے تک	شیشے کے گھر
اسلامی عقائد	مقالات سیرت طیبہ
مقالات رضویہ	مقدمات رضویہ
خدا کو یاد کر پیارے	تلخیص بہار شریعت
عقائد ونظریات	معارف امام ابوحنیفہ
لمعات امام ربانی	جہاد افغانستان در نظر علماء اہل سنت پاکستان

البریلویہ کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (مذکورہ بالا دونوں کتب کا مجموعہ)

آئینۂ شرف (تقریظات اور مقدمات کا مجموعہ)

حواشی میں:

المرضاۃ حاشیۃ المرقاۃ (مطبوعہ)

حاشیہ مطول (غیر مطبوعہ)

حاشیہ میر زاہد امور عامہ (غیر مطبوعہ)

حاشیہ صدرا (غیر مطبوعہ)

حاشیہ نحو میر (مطبوعہ)

حاشیہ بدائع منظوم (مطبوعہ)

قاضی مبارک شرح سلم العلوم (غیر مطبوعہ)

حمد اللہ شرح سلم العلوم (غیر مطبوعہ)

حاشیہ میبذی (غیر مطبوعہ)

حاشیہ کریما سعدی (مطبوعہ)

حاشیہ تحفہ نصائح (مطبوعہ)

حاشیہ نام حق (مطبوعہ)

تراجم میں:

اشعۃ اللمعات، جلد 4،5،6،7

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات

الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق

کشف النور عن اصحاب القبور

شرح الحقوق لطرح العقوق

تنویر الابصار

تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی

ادلۃ اھل السنۃ والجماعۃ

من نفحات الخلود

من رشحات الخلود

من نسمات الخلود

هل نحتفل؟

مسائل حولها النقاش و الجدل

الشرف المؤبد لآل محمد ﷺ

تحصيل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف

مصباح الظلام فی المستغيثين بخير الأنام ﷺ

الحزب الأعظم و والورد الأفخم للملا علی القاری

درود مستغاث

شرف ملت کے دو اہم خواب:

شرفِ ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری نے ہمیشہ اہل سنت کی ترقی اور بہتری کے لیے مختلف منصوبے بنائے، آپ کی ہمہ جہت شخصیت نے ویسے تو زندگی میں بہت سے کارنامے سرانجام دیئے ہیں، البتہ آپ اپنے دو ادھورے خواب لے کر اس دنیا سے چلے گے جن کو اب پورا کرنا آپ کے نسبی وروحانی بیٹوں کی ذمہ داری ہے۔

اول: آپ نے یہ بات شدت سے محسوس کی تھی کہ بعض وجوہات کی بنا پر اہل سنت کے مدارس سے کہنہ مشق مدرسین تیار نہیں ہو رہے اور یہ صورت حال دینی مدارس کی بقا کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ لہذا آپ ایک ایسے ادارے کے قیام کی ضرورت محسوس کرتے تھے جس کا ہدف یہ ہو کہ وہ درس نظامی کے فارغ التحصیل فاضلین کو بطور مدرسین تیار کرے اور انہیں مختلف علوم وفنون میں تخصصات کروائے جائیں۔

دوم: آپ نے محسوس کر لیا تھا کہ اہل سنت تحقیق و اشاعت کے میدان میں بہت پیچھے ہے، اس لیے ضروت اس امر کی ہے کہ ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو متنوع

موضوعات پر منظم انداز میں وسیع وعریض پیمانے پر تحقیقی واشاعتی کام کرے اور جدید ذرائع وابلاغ کو اشاعت کے لیے زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے۔(42)

علما کی جدید خطوط پر تربیت:

شرفِ ملت نے اپنی سوچ کا دائرہ مسلک تک ہی محدود نہیں رکھا تھا، بلکہ اِس سے اوپر اُٹھ کر آپ اسلام کے آفاقی پیغام کو دنیا بھر میں عام کرنے اور علما کو عصر حاضر سے ہم آہنگ کرنے کے متعلق بھی بڑی عمدہ سوچ رکھتے تھے۔ چنانچہ اِس سلسلہ میں آپ نے ایک جگہ گفتگو کرتے ہوئے بڑا مختصر کلام کیا اور فرمایا:

"فارغ التحصیل علما میں ایسے علما منتخب کیے جائیں جو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تبلیغ اور تصنیف کا فریضہ انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں، انھیں جدید عربی اور انگریزی لکھنے اور بولنے کی تعلیم دی جائے۔ تقابل ادیان، تاریخ اسلام اور جنرل معلومات ایسے مضامین پڑھائے جائیں، اور اُن کے مستقبل کا ایک لائحہ عمل تیار کیا جائے، تو اس کے بہت اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں"۔(43)

آپنے ایک دوسرے مقام پر مزید فرمایا:

"(اہل سنت وجماعت) ذاتیات کے خول سے نکل کر دین اسلام کی بالادستی کے لیے متحد ہو جائیں"۔(44)

طلبا میں علوم دینیہ کا شوق کیسے پیدا کیا جائے؟

مسلم بچوں کو مدارس اسلامیہ کی طرف لانے اور طلبائے مدارس میں پڑھنے کا ذوق پیدا کرنے کے لیے آپ کا کہنا تھا:

"طلبا میں اخلاص اور للّٰہیت کا جذبہ اس طرح کوٹ کر بھر دیا جائے کہ وہ دنیا ومافیہا سے بے نیاز ہو کر علم دین حاصل کرنے میں محو ہو جائیں، یا پھر اُن کے خوشحال

مستقبل کے لیے منصوبہ بندی کی جائے، تاکہ طلبا ذوق وشوق سے پڑھیں اور کھاتے پیتے گھرانوں کے لوگ بھی اپنے بچوں کو دینی مدارس میں بھیجیں"۔(45)

شرف ملت کی کرامت:

شرف ملت علما ربانین اور اہل اللہ میں سے تھے، ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری نے اِن کا اہل اللہ میں سے ہونا بیان کیا ہے اور فرمایا:

"میری نظر میں وہ ایک عالم دین ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے خاص ولی بھی تھے"۔(46)

آپ اُن اولیاء اللہ میں سے ایک تھے، جن کی زبان سے ادا ہونے والے کلمات کی اللہ تعالیٰ لاج رکھتا ہے اور ویسا ہی کر دیتا ہے، جیسا اس کے بندے فرماتے ہیں۔ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی صاحب نے ان کی ایک کرامت بیان کی ہے، جسے انھی کے الفاظ میں پڑھیے، فرماتے ہیں:

"درس نظامی کی تعلیم کے دوران ایک مرتبہ کم عمری اور بچپن کی وجہ سے میں والد گرامی سے عرض گزار ہوا: میں درس نظامی کی مزید تعلیم حاصل نہیں کرنا چاہتا۔ والد گرامی نے میری یہ بات سنی تو انھیں شدید دھچکہ لگا، کیوں کہ مجھ سے پہلے میرے ایک چچا درس نظامی سے برگشتہ ہو چکے تھے، جب کہ ایک تایا زاد بھائی درس نظامی کرنے کے بعد اس شعبہ سے الگ ہو چکے تھے۔ میری بات سن کر حضرت والد گرمی شدید ترین کرب سے دو چار ہوئے، مگر فوراً ہی سنبھل گئے اور شفقت سے بھرپور لہجے میں مجھ سے پوچھا: پھر کیا کرنا چاہتے ہو؟ میں نے گزارش کی: کالج اور یونیورسٹی میں پڑھنا چاہتا ہوں۔ تب انھوں نے فرمایا: بیٹا میری خوشی کی خاطر ایک مرتبہ درس نظامی مکمل کر لو، پھر کہو گے تو میں آپ کو انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد میں تعلیم دلوا دوں گا، مزید کہو گے تو الازہر

یونیورسٹی، قاہرہ بھیج دوں گا۔ میرے دل میں ایک لمحے کے لیے خیال آیا کہ والد گرامی کے مالی وسائل میرے سامنے ہیں، وہ اسلام آباد اور قاہرہ میں کیسے تعلیم دلائیں گے؟ مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوئی اور میں نے اُس کی توفیق سے والد صاحب کی آرزو کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور پھر اللہ نے اپنے ایک بندے کے لفظوں کی یوں لاج رکھی کہ میں نے دونوں یونیورسٹیز میں تعلم حاصل کی"۔(47)

شرف ملت کے وصایا:

شرف ملت نے اپنے احباب اور متعلقین کو کچھ وصیتیں بھی کی تھیں، جن میں سر فہرست وصایا، ہر کام میں رضائے الٰہی کو مد نظر رکھنے، دین اسلام کی خدمت کرنے اور اہل سنت کے عقائد و معمولات پر قائم رہنے سے متعلق ہیں۔ سچ تو یہ ہیں کہ ایک عالم ربانی کی تعلیمات پر مشتمل یہ وصایا ہر مسلمان کے لیے یکساں مفید ہیں، اس لیے انھیں یہاں درج کیا جا رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

- دین اسلام (مذہب اہل سنت و جماعت) پر قائم رہیں، مذہب حنفی پر عمل پیرا رہیں۔
- جو بھی اچھا کام کریں اللہ تعالیٰ کی رضا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے پیش نظر کریں۔
- مسلک اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے دل و جاں سے کوشش کریں۔ مسلک اہل سنت وہی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے، صحابہ کرام، ائمہ دین، مجتہدین سے متوارث چلا آ رہا ہے اور دورِ آخر میں جس کی تبلیغ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی، امام ربانی مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا بریلوی نے فرمائی۔(48)

دنیا سے رحلت:

محسن اہل سنت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری نے اپنی پوری زندگی اسلام وسنیت کی سر بلندی اور تبلیغ دین میں گزار کر 18 شعبان 1428ھ/ یکم ستمبر 2007ء کو وصال فرمایا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔(49) حضور داتا صاحب کے مزار مبارک پر نماز جنازہ ادا کی گئی، آپ کا جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق استاذ العلماء حضرت سید حسین الدین شاہ صاحب نے پڑھایا۔ چہرے کی زیارت کرنے والوں میں سے ہزاروں افراد نے آپ کے چہرے کے گرد نور کا ہالہ دیکھا۔(50) یا یوں کہہ لیں آپ کے جنازے پر انوار وتجلیات کی برسات دیکھی گئی، لاہور میں ہی ذاتی رہائش گاہ کے ساتھ ملکیتی جگہ میں تدفین عمل میں آئی، جہاں مزار شریف موجود ہے۔اہل محبت حاضر ہوکر قرآن خوانی اور ایصال صواب کرتے ہیں،آپ کے مزار شریف کے ساتھ "مسجد قبا" کے نام سے ایک مختصر مسجد بھی ہے جہاں پانچ وقت آذان اور نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے، مزار شریف سے ملحق "جامع الشرف للبنات" بھی قائم ہے جہاں فی الحال چھوٹے بچے اور بچیاں قرآن پاک، دینی تعلیم اور پرائمری تک عصری تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

شرف ملت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری نے عجز ونیاز کے سانچے میں ڈھل کر ایک بھرپور اور کامیاب زندگی گزاری ہے۔ انہوں نے بیک وقت تدریسی، تصنیفی اور اشاعتی میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔اللہ کریم جنت الفردوس میں ان کے درجات کو بلندیاں عطا فرمائے۔ اور ہم طلبا کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حوالہ جات وحواشی

1. فاروقی، پیرزادہ اقبال احمد، تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور، مکتبہ نبویہ، لاہور، پاکستان، طبع ثانی 2013ء، ص:410
2. اِن کا پورا نام ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ہے جو شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری کے لختِ جگر ہیں، درس نظامی کی تکمیل کے بعد انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد اور جامعۃ الازہر، قاہرہ سے اعلیٰ تعلیم کے حامل ہونے کے بعد منہاج یونیورسٹی، لاہور میں شعبہ عربی کے چیئرمین اور اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے خدمات سر انجام دے رہے ہیں، اِس کے ساتھ وہ کئی کتابوں کے مصنف، مؤلف اور مترجم بھی ہیں۔ نیز دس کے قریب ریسرچ آرٹیکل بھی لکھ چکے ہیں۔
3. سدیدی، ڈاکٹر ممتاز احمد، ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں، مشمولہ، ماہنامہ جام نور، نومبر 2015ء، دہلی، انڈیا ص:16
4. علامہ عبدالحکیم شرف قادری نے اپنے والد جناب اللہ دتہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اپنی کتاب "نور نور چہرے" میں دیئے ہیں، یہ مختصر احوال وہیں سے اخذ کیے ہیں۔
5. مسعودی، محمد عبدالستار طاہر، محسن اہلسنت، رضا دارالاشاعت، لاہور، پاکستان، ربیع الاول 1419ھ/ 1999ء، ص:39
6. مسعودی، محمد عبدالستار طاہر، تذکار شرف، الممتاز پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان، جمادی الاخرہ 1420ھ/ 1999ء، ص:91
7. ماہنامہ، الشرف، ج: 1، شمارہ: 3، شرف ملت نمبر، لاہور، پاکستان، رمضان المبارک 1428ھ/ اکتوبر 2007ء، ص:68

8. ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی فرماتے ہیں: "حضرت شیخ الحدیث صاحب نے اپنی طرف بعض کتب کی تدریس کی نسبت نہیں کی، بلکہ اُن کتب کی تدریس کو اُس دور کی طرح شمار کیا، جو دو حافظ ایک دوسرے کو قرآن سنا کر کیا کرتے ہیں۔ یہ اُن کا عجز وانکسار ہے۔ ورنہ آج کے دور میں بعض لوگ فخر سے بتاتے ہیں کہ فلاں مشہور آدمی میرا شاگرد ہے"۔

9. ماہنامہ، الشرف، ج:1، شمارہ:3، شرف ملت نمبر، ص:178

10. مسعودی، محمد عبدالستار طاہر، تذکار شرف، ص:90

11. ماہنامہ، الشرف، ج:1، شمارہ:3، شرف ملت نمبر، ص:89

12. مسعودی، محمد عبدالستار طاہر، محسن اہلسنت، ص:66

13. ایضاً، ص:70

14. سدیدی، ڈاکٹر ممتاز احمد، الشیخ محمد عبدالحکیم شرف القادری، مشمولہ، الاحسان شمارہ 3، شعبہ علوم اسلامیہ وعربیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان، ص:158

15. ماہنامہ، الشرف، ج:1، شمارہ:3، شرف ملت نمبر، ص:48

16. قادری، شیخ الحدیث محمد عبدالحکیم شرف، تذکرہ اکابر اہل سنت، اویسی بک سٹال، گوجرانوالہ، پاکستان، سنہ ندارد، ص: 23۔ مسعودی، محمد عبدالستار طاہر، محسن اہلسنت، ص:86

17. مسعودی، محمد عبدالستار طاہر، تذکار شرف، ص:97

18. حضرت شرف ملت کو جن مشائخ سے اجازات حاصل تھیں۔ اُن کی تفصیل آپ نے "الجواهر الغالية من الاسانيد العالية" میں دے دی ہے۔ جہاں تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

19. قصوری، مولانا محمد منشاء تابش، تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، رضا اکیڈمی، لاہور، پاکستان، سنہ ندارد، ص:30

20. ماہنامہ، الشرف، ج:1، شمارہ:3، شرف ملت نمبر، ص:130

21. قادری، شیخ الحدیث محمد عبدالحکیم شرف، خدا کو یاد کر پیارے، اسٹیٹ پوائنٹ، لاہور، پاکستان، ربیع الثانی 1427ھ/مئی 2006ء، ص:40

22. ایضاً، ص:42

23. ماہنامہ، الشرف، ج:1، شمارہ:3، شرف ملت نمبر، ص:140

24. ماہنامہ، الشرف، ج:1، شمارہ:3، شرف ملت نمبر، ص:112

25. سدیدی، ڈاکٹر ممتاز احمد، ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں، مشمولہ، ماہنامہ جام نور، نومبر 2015ء، دہلی، انڈیا، ص:36

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی صاحب نے شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری کے اخلاص وخشیت الٰہی پر مشتمل واقعات اور اپنے ذاتی مشاہدات کو ایک مقالے میں سپرد قلم کیا ہے۔ جو "ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں" کے نام سے ماہنامہ جام نور، اکتوبر 2015ء میں چھپا ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ شرف ملت کا وجود صحیح معنوں میں اسلاف کی چلتی پھرتی تصویر تھی اور جس شخصیت نے بھی آپ کو بقیۃ السلف کے لقب سے یاد کیا تھا وہ مبنی بر حقیقت تھا۔

26. ماہنامہ، الشرف، ج:1، شمارہ:3، شرف ملت نمبر، ص:54

27. سدیدی، ڈاکٹر ممتاز احمد، ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں، مشمولہ، ماہنامہ جام نور، نومبر 2015ء، دہلی، انڈیا، ص:35

28. ماہنامہ، الشرف، ج:1، شمارہ:3، شرف ملت نمبر، ص:115

29. قادری، شیخ الحدیث محمد عبدالحکیم شرف، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص:21

30. سدیدی، ڈاکٹر ممتاز احمد، الشیخ محمد عبدالحکیم شرف القادری، مشمولہ، الاحسان شمارہ 3، شعبہ علوم اسلامیہ و عربیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان، ص:158
31. مسعودی، محمد عبدالستار طاہر، تذکار شرف، ص:95
32. یہ کہ علمائے اہل سنت کی قیمتی تحریرات کی اشاعت نہ ہوسکی۔
33. قادری، شیخ الحدیث محمد عبدالحکیم شرف، نور نور چہرے، نوری کتب خانہ، لاہور، پاکستان، 2005ء، ص:7
34. ماہنامہ، الشرف، ج:1، شمارہ:3، شرف ملت نمبر، ص:76
35. ایضاً، ص:115
36. مسعودی، محمد عبدالستار طاہر، تذکار شرف، ص:133
37. ماہنامہ، الشرف، ج:1، شمارہ:3، شرف ملت نمبر، ص:80
38. قادری، شیخ الحدیث محمد عبدالحکیم شرف، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص:22
39. ماہنامہ، الشرف، ج:1، شمارہ:3، شرف ملت نمبر، ص:27
40. پروفیسر خورشید احمد سعیدی دام ظلہ کا یہ مقالہ ماہنامہ معارف رضا، کراچی، شمارہ 8، جلد 30، اگست 2010ء صفحہ 31-56 میں چھپا ہے اور الگ سے اس کی پی ڈی ایف فائل بھی نفس اسلام، سائیٹ پر موجود ہے، جہاں سے مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔
41. نقشبندی، استاذ العلما علامہ محمد اشرف، التقریر النامی، ادارہ فاروقیہ، لاہور، پاکستان، 1410ھ/1990ء، ص:13
42. ماہنامہ، الشرف، ج:1، شمارہ:3، شرف ملت نمبر، ص:29
43. مسعودی، محمد عبدالستار طاہر، تذکار شرف، ص:105
44. ایضاً، ص:140

45. ایضاً،ص:106

46. ماہنامہ،الشرف،ج:1،شمارہ:3،شرف ملت نمبر،ص:311

47. سدیدی،ڈاکٹر ممتاز احمد،ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں،مشمولہ،ماہنامہ جام نور،نومبر2015ء،دہلی،انڈیا،ص:17

48. ماہنامہ،الشرف،ج:1،شمارہ:3،شرف ملت نمبر،ص:387

49. ایضاً،ص:126

50. ایضاً،ص:161

❀❀❀

سوانجنا سوانجھڑو

تحریر: حکیم میلادرضا رضوی

84سال کی عمر میں فٹنس چاہتے ہیں تو یہ چند پتے کھالیجئے!

میں ایک دن انٹرنیٹ پر نئی تحقیق کی فائلیں چھان رہا تھا کہ میری نظر ایک فائل پر پڑیThe Miracle Tree

''یعنی معجزاتی درخت'' میں فوراً اس کی طرف لپکا اور اسے پڑھنا شروع کیا،کہ یہ معجزاتی درخت 300 بیماریوں کا کامل علاج ہے جو کسی نہ کسی غذائی کمی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔اس درخت کے خشک پتے 50 گرام طاقت میں برابر ہیں۔ 4 گلاس دودھ، 8 مالٹے، 8 کیلے، 2 پالک کی گڈیاں، 2 کپ دہی، 18 ایمائنو ایسڈز، 36 وٹامن او 96اینٹی اوکسیڈ ینٹ' میں حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا کہ یہ پودا کتنا طاقتور ہے،سبحان اللہ،وٹامن اے گاجر میں بہت زیادہ ہے مگر اس میں چار گناہ زیادہ ہے۔فولاد پالک میں بہت زیادہ ہے مگر اس میں چار گناہ زیادہ ہے۔پوٹاشیم کیلے میں بہت زیادہ ہے مگر اس

میں تین گنا زیادہ ہے۔ وٹامن سی مالٹے میں بہت زیادہ ہے مگر اس میں سات گنا زیادہ ہے اسی طرح ان افادیت کی ایک لمبی فہرست ہے، جب اتنے فوائد پڑھ چکا تو درخت کی شناخت کی فکر پیدا ہوئی۔ بالکل سمجھ نہ آئے کہ کون سا پودا ہے، گرم ماحول اور ریتلی زمین میں آسانی سے کاشت ہوتا ہے۔ میں پہلے تو یہی سمجھا کہ یہ درخت اسی امریکن خطے کا کوئی پودا ہے آن لائن سرچ میں اس کے بیج دیکھے جو دس ڈالر کے صرف بیس بیج تھے۔ سوچا پاکستان لے چلوں اور اپنے ملک میں اس نادر پودے کو لگاؤں، اگلی رات یہ میرے ذہن پر ایک نقش کی طرح سوار رہا۔

میں نے صبح دوبارہ اس کا نام جاننے کی کوشش کی تو گوگل پر ایک لمبی لسٹ آئی اس میں اس درخت کا نام پڑھ کر جھٹکا سا لگا کہ یہ درخت اتنی اہمیت کا ہے، گاؤں کے لوگ اس کی پھلیوں کا اچار ڈالتے رہے اور پرانے لوگ نظر تیز کرنے کیلئے سرمہ میں اس کا جوس ڈالتے تھے، اندھراتا (شب کوری) میں مستند سمجھا جاتا تھا۔ کاش وہ لوگ اس وٹامن اے کے خزانے کے راز سے واقف ہوتے، میں نے پہلی بار یہ درخت چالیس سال قبل ایک درویش سید میراں شاہ مرحوم کے باغ میں دیکھا، انہوں نے اس کا تعارف کچھ اس طرح کروایا کہ آؤ آپ کو آج اپنے باغ کی سیر کرواؤں' وہ مختلف پودوں پر سیر حاصل بات کرتے ہوئے جب اس درخت کے قریب پہنچے تو فرمانے لگے میری عمر سو سال کے لگ بھگ ہے میں نے جوانی سادھو کے بھیس میں کئی ملکوں کا سفر کیا، ہم لوگ برما، انڈونیشیا، ملائیشیا میں پیدل پھرے، چونکہ اس لمبے سفر میں اپنے ساتھ زیادہ خورد ونوش کا سامان نہیں ہوتا تھا۔ اس وقت شاہ صاحب نے اس درخت کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ اس درخت کے خشک پتے ہماری خوراک ہوتی تھی۔ ہم صبح ہتھیلی بھر کر پانی کے ساتھ یہ کھا لیتے تھے اور پھر دن بھر کسی چیز کی طلب نہیں ہوتی تھی اور نہ ہی کوئی کمزوری ہوتی۔ یہ ہم

سادھوؤں کی خوراک تھی۔ میں نے دل ہی دل میں اسے اتنی اہمیت نہ دی، اور آگے بڑھ گئے، اب کئی برس کے بعد میں پاکستان پہنچا تو خصوصی طور پر شاہ کے باغ میں گیا اور اس عظیم پودے کو دوبارہ دیکھا اور اپنی نادانی پر خفت ہوئی۔

دوستو! اب میرا یہ ماننا ہے کہ جس صحن میں یہ درخت نہیں وہ گھر صحت مند نہیں۔ میں نے 2010 میں پہلی بار یہ دوا اپنے دوست احسان صاحب کو ان کی والدہ کی بیماری پر تجویز کی، احسان صاحب کہنے لگے والدہ کی عمر 82 سال ہے اور ان کے جسم میں بہت کمزوری آچکی ہے اب کھڑا ہونا ہی مشکل ہو رہا ہے۔ میں نے تفصیل سے انہیں اس پودے کا بتایا کیونکہ وہ بانٹی میں ڈگری ہولڈر ہیں۔ انہوں نے اس کی تفصیل پڑھی اور والدہ کو استعمال کروائی ایک دن احسان صاحب نے بتایا کہ والدہ بالکل ٹھیک ہیں صحت اتنی بہتر ہوئی کہ انہوں نے رمضان کے روزے بھی رکھے پھر اس دوا سے اپنے خاندان کے 21 آدمیوں کی شوگر کنٹرول کر کے صحتمند ڈگر پر لے آئے۔ لاہور میں ایک حکیم صاحب کو بتانے کی دیر تھی انہوں نے تین سو گرام سوہانجنا پاؤڈر کے 6 ہزار روپے ذیابیطس کے علاج کے لینے شروع کر دیئے، حالانکہ بہاولپور کے علاقہ میں یہ 'جنگل کے طور پر ہیں، اب فیصل آباد زرعی یونیورسٹی اس کالٹر یچر عوام میں تقسیم کر رہی ہے، اور فری بیج بھی دیئے جا رہے ہیں' آن لائن بھی اس کا لنک موجود ہے بہر حال میں نے یہاں امریکہ میں ۲۵ ڈالر میں ایک پاؤنڈ پاؤڈر خریدا ہے۔ اس کے خشک پتوں کا قہوہ پریشانیوں اور دباؤ میں سکون بخشتا ہے اور بھرپور نیند لاتا ہے، قبض کے مریضوں کے لئے آب حیات ہے، خون کی کمی کی وجہ سے چہرے کی چھائیوں کو بھگانے میں تیر بہدف ہے، کسی بھی طرح کی کمزوری کا واحد حل ہے، حاملہ عورتوں اور بچوں کو بھی استعمال کروایا جا سکتا ہے، افریقہ کے قحط کے دوران ایک چرچ نے یہ پودے غذائی کمی کے شکار لوگوں

میں تقسیم کیئے، پھر دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا اس کی گرویدہ ہوگئی آیئے آج ہی سوہانجنا کا پودا گھر میں لگا کر صحتمند زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ یہ پودا ۳۰۰ بیماریوں کا علاج جو غذا کی کمی کے باعث کسی نہ کسی روپ میں ابھرتی ہیں۔اب اس طاقت کے خزانے کا راز اب تک پہنچ چکا ہے جسے تمام عمر استعمال میں لانا اور اگلی نسل کو منتقل کرنا ہے۔

نوٹ۔ یہ دوا بطور غذا گھروں میں رواج دیں اور صحتمند نسلوں کے مربی بنیں غیر فطری علاج اسٹیرائیڈ آرٹی فیشل وٹامنز کی رنگ برنگی دوائیوں کی بجائے قدرت کے اس خزانے سے فائدہ اٹھائیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے انسان کے لیے صحت کے ایک خزانے کی شکل میں پیدا کیا ہے۔

❀❀❀